Vol.5 No.2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

واقعہ کربلا:اسباب اور مقاصد و اہداف۔مؤرخین اور محققین کے تناظر میں

KARBALA INCIDENT: CAUSES AND OBJECTIVES, IN THE PERSPECTIVE OF HISTORIANS AND RESEARCHERS

سیدہ عصمت بتول

M.phil Scholar University of management and technology Lahore

Abstract:

Prophet Muhtashim, the Messenger of Allah, Hazrat Muhammad Rasulullah sallallahu alaihi wasallam passed away from this world on 12 Rabi-ul-Awwal according to 11 AH, after that the caliphs of Islam took over the reign of the Rashiduns and did great work in the promotion and propagation of Islam, and this chain was followed by Hazrat Ali Karam. Allah reached the reason and turned towards such a direction, where sedition and disorder arose in the Muslim Ummah, for which the Muslims are still paying the price, that is, due to seditions and differences, even today, the Ummah Muhammadiyah is divided into many sects and Seen divided into groups.

The event of Karbala happened in 61 AH, thousands and millions of writers are still hungry, and until today historians and researchers are looking at reversing and correcting their ideas and historical documents related to this event. The incident of Karbala is the sad event of history, which drew such a line in the Muslim Ummah, which made it easy to recognize the forces of falsehood and truth. The tyranny of the oppressors, the machinations of Makarin came to the fore after this incident, which is a beacon for the people of the living world, and urges them how to protect themselves from the machinations and deceptions. Is. This incident is related to the family of the Messenger of Allah, peace and blessings be upon him. Will continue to happen. No one can deny the height of faith and greatness that Imam Hussain and his companions hold, their martyrdom and that of the Ahl al-Bayt surely has a great place in the sight of God Almighty. However, according to the Qur'an, the killing of a Muslim is the killing of all humanity

Key words: event of Karbala,History of Islam, *Imam Hussain*

نبی محتشم ، رسول مکرم، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ۱۲ ربیع الاوّل بمطابق ۱۱ھ اس دنیا سے رحلت فرما گئے، اس کے بعد اسلام کی باگ دوڑ خلفاء راشدین نے سنبھالی اور اسلام کی ترویج و اشاعت میں گراں قدر کام کیے، اور یہ سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ پر پہنچ کر ایک ایسے رخ j کی طرف مڑ گیا، جہاں امت مسلمہ میں فتنے اور انتشار نے سر اُٹھایا،جس کی مسلمانوں کو آج تک قیمت چکانا پڑ رہی ہے، یعنی فتنوں اور اختلافات کی وجہ سے آج بھی امت محمدیہ کئی فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہوئی نظر آتی ہے۔

۶۱ھ میں واقعہ کربلا پیش آیا، ہزاروں اور لاکھوں تحاریر اب تک تشنہ لب ہیں، اور آج تک مؤرخین اور محققین اس واقعے سے متعلق اپنے خیالات اور تاریخی اوراق کو پلٹتے اور سدھارتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔واقعہ کربلا تاریخ کا وہ اندوھناک واقعہ ہے، جس نے امت مسلمہ میں ایسی لکیر کھینچ دی، جس سے باطل اور حق کی قوتوں کو پہچاننے میں آسانی ہو گئی۔ظالموں کا ظلم، ماکرین کا مکر و دجل اس واقعہ کے بعد کھل کر سامنے آگیا، جو رہتی دنیا تک کے لوگوں کے مشعلِ راہ ہے، اور انہیں اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ دجل و مکر و فریب سے کس طرح خود کو محفوظ رکھنا ہے۔یہ

Vol.5 No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

واقعہ رسول اللہ ﷺ کے خانوادہ اور اہلِ بیت سے متعلق ہے۔نبی اکرم ﷺ کے خانوادہ اور جانشین پر جس چالاکی اور مکاری سے ظلم کیا گیا، تاریخ اور ان کے رفقاء h کے سینے پر کاری ضرب یہ واقعہ تاقیامِ قیامت یاد رکھا جائے گا اور اس کی تجدید مختلف صورتوں میں ہوتی رہے گی۔امام حسین ایمان و عظمت کی جس بلندی پر فائز ہیں، کوئی شخص اس کا انکار نہیں کرسکتا، ان کی اور اہلِ بیت کی شہادت یقینا رب تعالی کے ہاں عظیم مقام ہے۔

:حالانکہ قرآن مجید کی رو سے ایک مسلمان کا قتل تمام انسانیت کا قتل ہے

(مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيۡعًا}(۱)

جو شخص کسی انسان کو "بلاعوض کسی جان کے یا زمین میں فساد کے بغیر" قتل کر دے تو گویا اُس نے سارے انسانوں کو قتل کر دیا"۔"

کا وجود تو انسانیت کے لیے سراپا امن و سلامتی تھا۔انہیں اعلیٰ انسانی اقدار کا نہ صرف پاس تھا بلکہ وہ اس کی محافظت اور h سیدنا امام حسین دوسروں کو ان کی نصیحت بھی فرماتے تھے۔

:شرفِ انسانی اور قتل انسانی کی قباحت و مذمت بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا گیا

(وَمَنۡ يَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيۡهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيۡمًا} (۲)

اور جو شخص کسی مسلمان کو ارادۃً جان بوجھ کر قتل کر دے تو اُس کی سزا جہنم ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا، اُس پر اللہ کا " غضب ہو گا، اُس پر اللہ کی لعنت ہو گی اور اللہ نے اُس کیلئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

اور ان کے خانوادے کو شہید کرنے والے نہ صرف ازروئے قرآن جہنمی ہیں، لعنتی ہیں بلکہ اللہ تعالی نے بھی ان کے hچنانچہ سیدنا حسین لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

:نے اپنی صحیح بخاری میں ابن جبیر کا قول نقل کیا ہےm امام بخاری

سَمِعۡتُ سَعِيدَ بۡنَ جُبَيۡرٍ، قَالَ: آيَةٌ اخۡتَلَفَ فِيهَا أَهۡلُ الكُوفَةِ، فَرَحَلۡتُ فِيهَا إِلَى ابۡنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلۡتُهُ عَنۡهَا، فَقَالَ: نَزَلَتۡ هَذِهِ الآيَةُ:{وَمَنۡ يَقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا " (مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ} [النساء: ٩٣]هِيَ آخِرُ مَا نَزَلَ، وَمَا نَسَخَهَا شَيۡءٌ"۔(۳

ابن جبیر سے سنا گیا، کہ اس آیت اور مومن کو قتل کرنے سے متعلق اہلِ کوفہ میں اختلاف ہوا تو میں (ابن جبیر) سفر کرکے حضرت " خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپhابن عباس h نے فرمایا کہ یہ آیت: {وَمَنۡ يَقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ}"اور جو شخص مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی سزا دوزخ ہے"، سب سے آخر میں نازل ہوئی ہے اور اسے کسی شے نے منسوخ نہیں کیا"۔

:کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا ہےiنے حضرت عبداللہ بن عباسhحافظ ابن کثیر

(کی رائے یہ تھی کہ مومن کو قصداً مار ڈالنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوتی"۔(۴hحضرت ابن عباس "

:انہی اہلِ عراق کے متعلق ابن ابی نعیم نے بیان کیا ہے، اور امام بخاری نے اس روایت کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے

سَمِعۡتُ عَبۡدَ اللَّهِ بۡنَ عُمَرَ، وَسَأَلَهُ عَنِ المُحۡرِمِ؟ قَالَ: شُعۡبَةُ أَحۡسِبُهُ يَقۡتُلُ الذُّبَابَ، فَقَالَ: أَهۡلُ العِرَاقِ يَسۡأَلُونَ عَنِ الذُّبَابِ، وَقَدۡ قَتَلُوا ابۡنَ ابۡنَةِ " (رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هُمَا رَيۡحَانَتَايَ مِنَ الدُّنۡيَا "۔(۵

سے سنا گیا، کہ کسی نے ان سے مُحرم کے بارے میں پوچھا تھا، شعبہ نے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ پوچھا iحضرت عبداللہ بن عمر" نے فرمایا: عراق کے لوگ مکھی کے iکہ اگر کوئی شخص (احرام کی حالت میں) مکھی مار دے تو اسے کیا کفارہ دینا پڑے گا؟ اس پر عبداللہ بن عمر

Vol.5 No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

بارے میں سوال کرتے ہیں جب کہ یہی لوگ رسول اللہﷺ کے نواسے کو قتل کر چکے ہیں، جن کے بارے میں نبی کریمﷺ نے فرمایا تھا کہ دنیا میں میرے پھول ہیں"۔ (iدونوں (حسن و حسین

:اور انہی دونوں اصحاب کے بارے میں نبی کریمﷺ نے فرمایا

(ھٰذَانِ ابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِیَ، اللّٰھُمَّ إِنِّی أُحِبُّھُمَا فَأَحِبَّھُمَا وَأَحِبَّ مَنْ یُحِبُّھُمَا "۔(٦ "

یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میرے بیٹی کے بیٹے ہیں، یا رب! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں ، تو بھی ان سے محبت فرما، اور جو " اِن دونوں‌کو محبوب رکھے تو بھی اس کو محبوب بنا لے"۔

:معجم الکبیر للطبرانی میں امام ابوالقاسم طبرانی نے حدیث نقل کی ہے

خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ بَیْتِ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا، فَمَرَّ عَلَی بَیْتِ فَاطِمَۃَ، فَسَمِعَ حُسَیْنًا یَبْکِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، فَقَالَ: أَلَمْ تَعْلَمِی أَنَّ بُکَاءَہُ یُؤْذِینِی؟"۔ "
(٧)

کے گھر کے قریب سے ہوا، آپﷺ نے iکے گھر سے باہر تشریف لائے اور آپﷺ کا گزر سیدہ فاطمہkنبی کریمﷺ سیدہ عائشہ " سے فرماتے ہیں: کیا تو نہیں جانتی کہ اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے؟"۔iکو روتے ہوئے سنا، سیدہ فاطمہhسیدنا حسین

اللہ اکبر! رسول اللہﷺ کے پیارے نواسے کو رلایا نہیں گیا، بلکہ بے دردی اور بے رحمی سے شہید کیا گیا، یہ معاملہ تاریخ کے اوراق سے کسی قدر اوجھل ہو جائے، تاریخ اس مظلومیت کو من و عن بیان نہ کر سکے، پھر بھی اللہ کے ہاں اس گناہِ عظیم کو لکھا جاچکا، اور قبیح و شنیع عمل کو شہید کیا، اور اس گناہِ عظیم میں حصہ لیا ، اس پر دنیا و h کرنے والے دنیا و آخرت میں اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے۔جس جس نے خانوادہ حسین سے اس بات کا jآخرت میں پھٹکار اور لعنت ہے، کیونکہ اللہ کی ایسے شخص پر لعنت اور پھٹکار ہے جو کسی مومن و مسلم کی جان لے۔پھر صحابہ کرام :کے متعلق بددعائوں کا تذکرہ موجود ہےhکی قاتلینِ عثمانk ثبوت ملتا ہے، کہ انہوں نے ظلم پر بددعائیں کی، جیسا کہ معجم الکبیر میں حضرت عائشہ :سے متعلق پوچھاhسے شہادتِ عثمانiقیس بن ثعلبہ قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے سیدہ عائشہ

یَا أُمَّ الْمُؤْمِنِینَ، فِیمَ قُتِلَ عُثْمَانُ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ رضی اللہ عنہ؟ قَالَتْ: قُتِلَ وَاللّٰہِ مَظْلُومًا، لَعَنَ اللّٰہُ قَتَلَتَہُ، فَادَ اللّٰہُ ابْنَ أَبِی بَکْرٍ بِہِ، وَسَاقَ اللّٰہُ إِلَی " أَعْیُنِ بَنِی تَمِیمٍ ھَوَانًا فِی بَیْتِہِ، وَأَھْرَقَ اللّٰہُ دِمَاءَ بَنِی بُدَیْلٍ عَلَی ضَلَالَۃٍ، وَسَاقَ اللّٰہُ إِلَی الْأَشْتَرِ سَھْمًا مِنْ سِھَامِہِ، فَوَاللّٰہِ مَا مِنَ الْقَوْمِ رَجُلٌ إِلَّا أَصَابَتْہُ دَعْوَتُھَا"۔
(٨)

اے مومنوں کی ماں! کس بات میں امیر المومنین حضرت عثمان کی شہادت ہوئی؟ فرمایا: قسم ہے اللہ کی! انتہائی مظلومیت کی حالت میں " کے قاتلوں پر اللہ لعنت کرے، ابن ابو بکر سے اللہ اس کا قصاص لے، اللہ بنی تمیم کی آنکھوں کی طرف اپنے گھر میں ذلت hانہیں شہید کیا گیا، آپ کی چکی چلائے، اللہ بنی بدیل کا خون گمراہی پر بہادے اور اشتر کی طرف اپنے تیروں میں سے ایک تیر بھیجے۔قسم بخدا! اس گروہ میں سے ایک بھی کی بددعا نہ لگی ہو"۔iایسا آدمی نہ تھا جس کو آپ

کا معاملہ دیکھا جائے گا۔hاور حضرت امیر معاویہhشہادتِ حسین کے اسباب اور پس منظر کیا تھا، اس سلسلے میں سب سے پہلے حضرت حسن :کو شہید کیا گیا، اس کے بعد کا واقعہ امام طبرانی نے ایک روایت میں یوں نقل کیا ہےh٤٠ھ میں جب سیدنا علی

وَکَانَ الَّذِی ذَھَبَ بِبَیْعَتِہِ سُفْیَانُ بْنُ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ الزُّھْرِیُّ، وَقَدْ کَانَ الْحَسَنُ بَعَثَ قَیْسَ بْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ عَلَی مُقَدِّمَتِہِ فِی اثْنَیْ عَشَرَ " أَلْفًا، وَخَرَجَ مُعَاوِیَۃُ حَتَّی نَزَلَ إِیلِیَاءَ فِی ذَلِکَ الْعَامِ، وَخَرَجَ الْحُسَیْنُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، حَتَّی نَزَلَ فِی الْقُصُورِ الْبِیضِ فِی الْمَدَائِنِ، وَخَرَجَ مُعَاوِیَۃُ حَتَّی نَزَلَ مَسْکِنًا وَکَانَ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

عَلَى الْمَدَائِنِ عَمُّ الْمُخْتَارِ لِابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، وَكانَ يُقَالُ لَهُ: سَعْدُ بْنُ مَسْعُودٍ، فَقَالَ لَهُ الْمُخْتَارُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ غُلامٌ:هَلْ لَكَ فِي الْغِنَى وَالشَّرَفِ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ:تُوثِقُ الْحَسَنَ وَتَسْتَأْمِنُ بِهِ إِلَى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ:عَلَيْكَ لَعْنَةُ اللَّهِ أَأَثِبُ عَلَى ابْنِ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلمِ فَأُوثِقُهُ؟ بِئْسَ الرَّجُلِ أَنْتَ، فَلَمَّا رَأَى الْحَسَنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَفَرُّقَ النَّاسِ عَنْهُ بَعَثَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةَ يَطْلُبُ الصُّلْحَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَمُرَةَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَقَدِمَا عَلَى الْحَسَنِ بِالْمَدَائِنِ، فَأَعْطَيَاهُ مَا أَرَادَ وَصَالَحَاهُ، ثُمَّ قَامَ الْحَسَنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي النَّاسِ، وَقَالَ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ، إِنَّهُ مِمَّا يُسَخِّي بِنَفْسِي عَنْكُمْ ثَلاثٌ: قَتْلُكُمْ أَبِي، وَطَعْنُكُمْ إِيَّايَ، (وَانْتِهَابُكُمْ مَتَاعِي، وَدَخَلَ فِي طَاعَةِ مُعَاوِيَةِ رَحِمَهُمَا اللَّهُ، وَدَخَلَ الْكُوفَةَ فَبَايَعَهُ النَّاسُ"۔(۹

اور وہ آدمی جو ان کی (یعنی حضرت خارجہ) موت کی خبر لے کر گیا، اس کا نام سفیان بن عبد شمس بن ابو وقاص تھا جبکہ حضرت امام " شام سے نکل کر اسی سال ایلیاء آگئے، h نے اس کی پیشی کے لیے بارہ ہزار کے لشکر میں قیس بن سعد بن عبادہ کو بھیجا، حضرت امیر معاویہ h حسن نکلے یہاں تک کہ آپ نے مدائن کیش ہر میں قصورِ ابیض میں نزولِ اجلال فرمایا، حضرت امیر معاویہ وہاں سے نکل کر اپنی رہائش hحضرت امام حسن گاہ پر آئے، اس وقت مدائن پر ابو عبید کا بیٹا مختار کا چچا مقرر تھا، اسے سعد بن مسعود کہا جاتا تھا، پس مختار نے اس سے کہا حالانکہ ان دنوں ابھی بچہ تھا: کیا تجھے کسی مالداری اور مرتبے کی ضرورت نہیں ہے؟ اس نے کہا: اس کا کیا مطلب ہے؟ مختار نے کہا: حضرت امام حسن کو قید کرکے حضرت امیر معاویہ کی خدمت میں پیش کرو۔سعد نے اسے جواب دیا: تیرے اوپر اللہ کی لعنت ہو!(تیرا کیا مطلب ہے؟) میں رسول اللہﷺ کے نواسے پر نے دیکھا کہ اُمت محمدیہ میں انتشار بڑھ رہا ہے تو حضرت h حملہ کرکے اسے بیڑوں میں جکڑدوں؟ کتنا بُرا آدمی ہے تُو۔پس جب حضرت امام حسن امیر معاویہ کی طرف آدمی بھیج کر صلح کا مطالبہ کیا۔حضرت امیر معاویہ نے عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن سمرہ بن حبیب بن شمس کو حضرت امام کی خدمت میں بھیجا، آپ مدائن میں تھے، وہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت امام کی خدمت میں وہ سب کچھ پیش کرنے کا وعدہ کیا جس اُٹھ کر لوگوں میں h کے نمائندے کے طور پر آپ سے صلح کر لی۔پھر امام حسن hکا آپ نے ارادہ فرمایا اور ان دونوں نے حضرت امیر معاویہ :تشریف لے گئے اور فرمایا: اے عراقیو! تین چیزوں کی وجہ سے میں تم سے الگ ہوتا ہوں

تم نے میرے باپ کو شہید کیا (۱)

مجھے طعنے دیئے (۲)

کی اطاعت قبول کر لی، امیر معاویہ کوفہ تشریف لائے، اور لوگوں نے آپ کی hمیر امال لوٹا۔اس کے بعد آپ نے حضرت امیر معاویہ (۳)
بیعت کی"۔

:واقعہ کربلا کے اسباب

رئیس المحققین ابوجعفر محمد بن جریر الطبری نے اپنی کتاب میں ۴۱ھ کا وہ واقعہ نقل کیا ہے، جس سے واقعہ کربلا جیسے عظیم حادثے کی ابتدا :ہوتی ہے،جہاں سے اختلافات کا آغاز ہوا، لکھتے ہیں

نے کوفہ میں داخل ہو کر اہلِ کوفہ سے خلاف کی بیعت hکے حوالے کر دی اور معاویہ hنے حکومت معاویہi ۴۱ھ میں حسن بن علی" نے ان سے یہ شرط کی کہ تم لوگ میری بات کو سننا ، میری اطاعت کرنا، h سے خلافِ بیعت کی ، تو حسنh لی۔اہل عراق نے جب حسن بن علی میں جس سے صلح کروں، اس سے صلح کرنا، میں جس سے جنگ کروں اس سے جنگ کرنا، اس شرط سے عراق والوں کے دلوں میں شک آگیا۔انہوں کی بیعت کو تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ ان پر برچھی h نے کہا، یہ شخص ہمارے کام کا نہیں ان کا ارادہ جنگ کرنے ہی کا نہیں ہے، غرض حسن سے خط وکتابت کی اور اپنے h کا وار کیا گیا جو اوچھا پڑا۔اب ان لوگوں کی طرف سے ان کے دل میں بغض و دہشت زیادہ ہو گئی، انہوں نے معاویہ

Vol.5 No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کو کب پہنچا h کا معاویہh شرائط لکھ کر بھیجے۔کہ اگر تم انہیں منظور کر لو تو میں اطاعت کروں گا اور تم پر اس عہد کا وفا کرنا لازم ہوگا۔یہ خط حسن کو لکھ بھیجا تھا کہ اس کاغذ پر جو جو شرطیں تمہارا جی چاہے لکھ لو، مجھے سب منظور hجبکہ خود معاویہ نے ایک سادہ کاغذ پر اپنی مہر کرکے پہلے ہی حسن کو جو شرطیں لکھی تھیں اس سے بھی چند در چند زیادہ شرائط اس کاغذ پر h کو جب یہ مہری کاغذ پہنچا تو انہوں نے اس سے پہلے معاویہh ہیں۔حسن میں ملاقات ہوئی تو حسنh و معاویہh کے پہلے شرائط کو رکھ لیا۔جب حسنh نے حسنh لکھیں اور اپنے پاس اسی معاہدہ کو رکھ چھوڑا۔ادھر معاویہ نے اس کے منظور کرنے سے h کے مہری کاغذ پر لکھی ہوئی تھیں، معاویہh سے انہیں شرائط کے پورا کرنے کا سوال کیا، جو معاویہh نے معاویہh نے جواب دیا کہ تمہارا خط h انکار کر دیا اور کہا تم نے جو پہلے شرائط کیے تھے جب تمہارا خط پہنچا ، میں نے اسے اسی وقت منظور کر لیا تھا۔حسن نے حسنh جب مجھے پہنچا میں نے اس پر شرائط لکھ دیں تھیں،جن کا تم نے عہد کیا ہے۔غرض اس باب میں دونوں میں اختلاف ہو گیا تو پھر معاویہ ...کی کسی شرط کو بھی پورا نہ کیاh

:کی کوفہ میں تقریرh امام حسن

کو یہ بات گوارا نہ ہوئی، پوچھا hسے کہو کہ اٹھیں تقریر کریں، معاویہh سے کہا کہ حسنhکوفہ میں مجمع ہوا تو عمرو بن عاص نے معاویہ آخر تم کیا چاہتے ہو کہ وہ تقریر کریں، عمرو نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ تقریر میں عاجز ہیں، اس باب میں عمرو نے کو پکارا کر کہا اٹھیے اس مسجد h نے مجلس میں آکر تقریر کی ، پھر ایک شخص کو حکم دیا ، اس نے حسنh کو ماننا پڑا، معاویہhایسا اصرار کیا کہ آخر معاویہ میں تقریر کیجیے، انہوں نے فوراً بلاتامل تشہد پڑھا ، اس کے بعد کہا ایھا الناس! خدا نے ہم میں سے پہلے شخص کے ذریعہ سے تمہاری ہدایت کی اور ہم میں سے آخر شخص کے ذریعہ تم کو کشت و خون سے بچا لیا۔اور سنو اس حکومت کی ایک مدت و معیاد ہے، اور دنیا دست بدست پھرا کرتی ہے، اور حق تعالیٰ اپنے نبی سے فرما چکا ہے کہ :{وَاِنۡ اَدۡرِیۡ لَعَلَّہٗ فِتۡنَۃٌ لَّکُمۡ وَمَتَاعٌ اِلٰی حِیۡنٍ}(۱۰) "مجھے اس کا بھی علم نہیں، ممکن ہے یہ تمہاری آزمائش ہو اور ایک مقررہ وقت تک کا فائدہ (پہنچانا) ہے"۔اتنا ہی کہا تھا کہ معاویہ نے کہا بیٹھ جایئے، اور عمرو پر معاویہ کو غصہ ہی رہا، کہ تمہاری رائے پر چلنے کا (کا داخلہ ربیع الاوّل یا جمادی الاولیٰ ۴۱ھ کی پچیسویں تاریخ کو ہوا"۔(h۱۱ مدینہ چلے گئے، کوفہ میں معاویہh یہ انجام ہوا۔اس کے بعد حسن

:کی خلافت کے اہم واقعات کے بارے میں لکھا ہےhمؤرخ اسلام اکبر شاہ خاں نجیب آبادی نے امیر معاویہ

تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو عالم اسلام میں عقائد و اعمال کے اعتبار سے تین قسم کے لوگ موجود تھے۔پہلا گروہ h امیر معاویہ "
کو مستحق خلافت سمجھتے اور اب ان کے بعد ان ہی کی اولاد کو منصب خلافت کا حق دار مانتے تھے۔یہ گروہ عراق و h کا تھا، یہ لوگ علیh شعیان علی کے ساتھ h کی خلافت کو چھوڑ دینے اور امیر معاویہh ایران میں زیادہ آباد تھا اور مصر میں بھی اس خیال کے لوگ بکثرت پائے جاتے تھے، مگر حسن یا شیعان بنو امیہ کا تھا۔اس گروہ میں تمام ملک شام اور h صلح کرلینے سے اس گروہ کی تعداد پہلے سے بہت کم ہو گئی تھی۔دوسرا گروہ شیعان معاویہ اور بنو امیہ کو ہی کو مستحق خلافت سمجھتے اور ان hکے قتل کی وجہ سے امیر معاویہh بنو کلب وغیرہ بعض حجازی قبائل بھی شامل تھے۔یہ لوگ عثمان اور شیعان بنی امیہ دونوں کو گمراہ یقین کرکے ان کے h کی مدد و اعانت کے لیے ہر طرح آمادہ تھے۔تیسرا گروہ خوارج کا تھا۔یہ لوگ شیعان علی مقابلہ میں ہر قسم کی قوت و شدت کام میں لاتے تھے۔انہیں میں منافق اور سازشی لوگ بھی جو متفقہ طور پر عالم اسلام کے دشمن تھے، ملے جلے ...رہتے تھے۔ان خوارج کی تعداد زیادہ تر ملک عراق یعنی بصرہ و کوفہ و ایران میں موجود تھی

ان تینوں گروہوں کے علاوہ ایک چوتھا گروہ بھی ایسے لوگوں کا موجود تھا جو ان تمام جھگڑوں اور ہنگاموں سے الگ تھلگ رہنا اور خاموشی شامل تھے۔یہ لوگ زیادہ تر مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں پائے j وگوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنا چاہتے تھے۔ان لوگوں میں اکثر جلیل القدر صحابہ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کو خلیفہ ہوتے ہی سب سے پہلے خوارج کا مقابلہ کرنا پڑا۔h جاتے اور حجاز کے دیہات یا اونٹوں کی چراگاہوں میں زندگی بسر کرتے تھے۔امیر معاویہ
کے ہاتھ پر بیعت عامہ ہوئی تو فردہ بن نوفل اشجعی خارجی پانچ h جب ربیع الاول ۴۱ھ کے آخری عشرہ میں صلح نامہ تحریر ہوا اور کوفہ میں امیر معاویہ
۰۰۰سو خارجیوں کی جمعیت لے کر اعلانیہ مخالفت پر آمادہ ہوا اور کوفہ سے فردہ نکل کر مقام نخلیہ میں جا کر خیمہ زن ہوا
نے ان لوگوں کے ساتھ زیادہ سختی وتشدد کو مناسب نہ سمجھ کر تدبیر سے کام لیا۔اہلِ کوفہ کو جمع کرکے نصیحت کی اور کہا یہ h امیر معاویہ
لوگ تمہارے ہی بھائی بند ہیں، تم ہی ان کو سمجھاؤ اور جنگ و مخالفت کے بد نتائج سے آگاہ کرو، قبیلہ شجع کے لوگوں پر یہ اثر ہوا کہ وہ گئے اور
فردہ بن نوفل اشجعی کو پکڑ کر باندھ لائے ، خارجیوں نے عبداللہ بن ابی الحوسا کو اپنا سردار بنا لیا اور صلح کی طرف قطعاً اپنا میلان ظاہر نہ کیا۔آخر
کوفیوں نے ان کا مقابلہ کیا اور عبداللہ لڑائی میں مارا گیا۔اس کے بعد ا ن کی تعداد صرف ڈیڑھ سو رہ گئی اور حوثرہ سدی کو انہوں نے اپنا سردار
بنالیا۔ان بقیہ لوگوں کو بھی مصالحت کی دعوت دی گئی لیکن انہوں نے لڑ کر مر جانا پسند کیا اور مصالحت کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔آخر ابوحوثرہ اور
کو خلیفہ مقرر ہوتے ہی کوفہ میں یہ پہلا hاس کے ہمراہی لڑ کر مارے گئے اور کچھ لوگ عراق و ایران کے مختلف شہروں میں چلے گئے۔امیرمعاویہ
(مقابلہ پیش آیا اور ساتھ ہی خارجیوں کی اس قسم کی جمعیت کا حال معلوم ہوا کہ وہ ہر شہر میں موجود اور تمام عراق میں پائی جاتی ہیں"۔(۱۲

عمال کا تقرر:

کو h کو دے دی تھی۔اب تمام عالم اسلام کے خلیفہ ہونے پر سعید بن العاصh نے مصر کی حکومت تو پہلے ہی عمرو بن العاصhامیر معاویہ
و مروان دونوں ان کے رشتہ دار تھے۔اس لیے مکہ و مدینہ میں انہوں نے ان دونوں کو h مکہ کا اور مروان بن حکم کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔سعید
مامور و مقرر فرمایا تاکہ عالم اسلام کے ان دونوں مرکزی شہروں میں ان کے خلاف کوئی گروہ پیدا اور کوئی سازش کامیاب نہ ہو سکے۔وہ ہر سال حج
کے لیے خود نہیں جاتے تھے۔اس لیے انہیں دونوں میں سے کوئی ایک امیر حج بھی ہوتا تھا۔ان کو اس بات کا بھی خیال تھا کہ مکہ و مدینہ کی
مرکزیت سے فائدہ اٹھا کر ان دونوں میں سے کوئی ایک اگر چاہے تو ان کے خلاف طاقت و اثر پیدا کر سکتا ہے۔لہٰذا وہ ان دونوں کو ہر سال ایک
کو کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا اور h نے مغیرہ بن شعبہh دوسرے کی جگہ تبدیل کرتے رہتے تھے۔کوفہ میں بیعت خلافت لینے کے بعد ہی امیر معاویہ
سمجھایا کہ خوارج کے فتنے کو جس طرح ممکن ہو دور کرو۔باقی صوبوں اور ولایتوں کے حاکموں کے نام پروانے بھیجے اور ان کو لکھا کہ لوگوں سے
کو مقرر و hنے زیاد بن ابی سفیانh ہمارے نام پر بیعت لے لو اور اپنے آپ کو ہماری جانب سے منصوب و مامور سمجھو۔فارس کی حکومت پر علی
کی hکی عقل و دانائی تمام ملک عرب میں مشہور تھی۔فارس کے صوبہ پر زیادh کو شیعان علی میں سے سمجھا جاتا تھا۔زیادh مامور کر رکھا تھا۔زیاد
کی اولاد میں سے کسی کو خلیفہ بنا کر اس کی h کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ اگر زیاد منحرف ہو کر علیh حکومت نہایت عمدگی سے قائم تھی۔امیر معاویہ
(بیعت کر لے اور مجھ سے باغی ہو جائے تو بڑی مشکل پیش آئے گی۔اس لیے انہوں نے زیاد کو قابو میں لانے کی تدبیر سب سے مقدم سمجھی۔(۱۳

امیر معاویہ کی یزید کو وصیت:

کو مرض موت لاحق ہوا ، یزید کو بلا بھیجا اور کہا بیٹا میں نے تجھے زحمت و مشقتِ سفر سے بچا لیا ، تیرے لیے h ۶۰ھ میں جب معاویہ
ہر امر کو سہل کر دیا ، تیرے لیے دشمنوں کو میں نے رام کر دیا، تیرے لیے عرب کی گردنوں کو میں نے جھکا دیا، تیرے لیے میں نے جو کچھ جمع
کیا ہے وہ کسی نے نہ کیا ہوگا، مجھے اس بات کا اندیشہ نہیں ہے کہ امر خلافت جو تیرے لیے مستحکم ہو چکا ہے، قریش میں سے چار شخصوں کے سوا
کا تو عبادت نے کام تمام کر دیا ہے، اور جب وہ دیکھیں گے کہ ان کے hکوئی تجھ سے اس باب میں نزع کرے گا، ، ان میں سے عبداللہ بن عمر

Vol.5 No.2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

کو عراق کے لوگ جب تک خروج پر آمادہ نہ کر لیں گے ہر گز h سوا اب کوئی باقی نہیں رہا تو وہ بھی تجھ سے بیعت کر لیں گے اور حسین بن علی نہ چھوڑیں گے ، اگر تجھ پر خروج کریں اور تو ان پر قابو پاجائے تو در گزر کرنا، ان کو قرابت قریبہ حاصل ہے اور بہت بڑا حق رکھتے ہیں۔

وہ شخص ہے کہ اپنے اصحاب کو جو کام کرتے دیکھے ویسا ہی خود بھی کرے گا اسے عورتوں اور لہولعب کے سوا کسی hعبدالرحمن بن ابی بکر بات کا خیال نہیں ، ہاں جو شخص کہ شیر کی طرح تیری گھات میں بیٹھے گا اور لومڑی کی طرح تجھے دھوکے دے گا ، جب اسے موقع ملے گا حملہ کر (دے گا، وہ ابن زبیر ہے، اگر ایسی حرکتیں وہ تیرے ساتھ کرے اور تیرے قابو میں آجائے تو اس کے ٹکڑے اڑا دینا''۔(۱۴

برسرخلافت رہے، اس دوران مسلمانوں میں گروہ بندی قائم رہی اور تمام مسلمان ان کی خلافت کے بارے hبیس سال تک امیر معاویہ کی خلافت کا زمانہ رہا، ان کی h میں ایک نظریہ نہیں رکھتے تھے، بلکہ علیحدہ علیحدہ سوچ اور زاویۂ نگاہ رکھتے تھے۔اس دور یعنی ۴۱ھ تا ۶۱ جو معاویہ :موت کے آخری دن سے متعلق ابن جریر طبری لکھتے ہیں

کھنکار میں خون آنے کا مرض انہیں ہوا، اور اسی دن انتقال ہو گیا۔اسی مرض میں دو بیٹیاں ان کی جس وقت کہ انہیں کروٹ دلوا رہی '' تھیں، معاویہ نے ان سے کہا کہ تم اس شخص کو الٹ پلٹ کر رہی ہو جو دنیا کے الٹ پلٹ کرنے میں استاد تھا۔شباب سے لے کر بڑھاپے تک مال جمع کرتا رہا، دوزخ نہ جائے تو، پھر ایک شعر پڑھا، اسی مرض میں یہ بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک قمیص پہننے کو دیا تھا۔میں نے اسے رکھ چھوڑا ہے اور ایک دن حضرت نے ناخن تراشے تھے ، میں نے کترن اٹھا لی اور ایک شیشہ میں اسے رکھ دیا ہے، جب میں مر جاؤں تو وہ قمیص مجھے پہنا دینا اور اس کترن کو ریزہ ریزہ کرکے رگڑ رگڑ کے میری آنکھوں میں میرے منہ سے چھڑک دینا، امید ہے کہ برکت سے خدا مجھ سے رحم (کرے گا''۔(۱۵

:رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمن ابن خلدون نے یزید کی ولی عہدی کا یوں تذکرہ کیا ہے

مغیرہ بن شعبہ امیر معاویہ کی خدمت میں آئے، ضعف کی شکایت کی، معذوری کی وجہ سے استعفا داخل کیا، منظور ہو گیا ، مغیرہ کی '' نے سعد بن العاص کو کوفہ کی حکومت پر مامور کرنے کا قصد کیا۔مغیرہ کے شناسا کہنے لگے تم کو امیر معاویہ نے نکال دیا ہے، h علیحدگی پر امیر معاویہ مغیرہ بولے اس تذکرہ کوچھوڑو میں نے خود علیحدگی اختیار کی ہے۔جواب دینے کو تو یہ جواب دیا لیکن دل پر ایک چوٹ سی لگی۔اسی وقت سے بحالی کی فکر ہو گئی۔اسی غوروفکر میں ایک روز یزید کے پاس جا پہنچے اور اس سے کہنے لگے تم امیر معاویہ سے اپنی ولی عہدی کی بیعت لینے کو کیوں نہیں کہتے؟ کیونکہ بزرگ صحابہ اور سرداران و بزرگانِ قریش انتقال کر چکے ہیں، اب ان کی اولادیں باقی ہیں اور تم ان لوگوں سے رائے و سیاست میں افضل ہو، میرے نزدیک امیر المومنین کو تمہاری ولی عہدی کی بیعت لینے میں کوئی امر مانع نہ ہوگا۔یزید نے اس مضمون کو اپنے باپ سے جا کر اعادہ نے مغیرہ کو بلا بھیجا اور اس بات کی رائے طلب کی، مغیرہ نے عرض کیا، امیر المومنین! آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ امیر المومنین hکیا، امیر معاویہ کے بعد کس قدر خون ریزیاں اور اختلافات ہوئے ہیں اور یزید تو آپ کا لڑکا ہے، آپ اس کی ولی عہدی کی بیعت لوگوں سے لیجئے ، h حضرت عثمان آپ کے بعد مسلمانوں کا یہ ماوا و ملجا ہو گا اور اس میں نہ کوئی فتنہ ہوگا اور نہ فساد، میں اس کام کی انجام دہی کے لیے کوفہ میں کافی ہوں گا اور زیاد نے اس تقریر کو غور سے سن کر مغیرہ hبصرہ میں اور ان دونوں شہروں کے بعد پھر کوئی ایسا شہر نہیں جو آپ کے حکم کی مخالفت کرے۔امیر معاویہ ۰۰۰کو بحالی کی سند دی اور دوبارہ کوفہ کی طرف واپس کیا اور یزید کی ولی عہدی کی کارروائی کرنے کا حکم دیا

مغیرہ نے کوفہ میں پہنچ کر ہوا خواہانِ دولت بنی امیہ سے اس کا ذکر کیا، ان لوگوں نے با کمال خوشی منظور کر لیا، مغیرہ نے ان لوگوں میں سے ایک گروہ کو بطور وفد اپنے لڑکے موسیٰ کے ساتھ دارالخلافت دمشق کو روانہ کیا۔اہلِ وفد نے حاضر ہو کر یزید کی ولی عہدی کی درخواست

Vol.5 No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

پیش کی، امیر معاویہ نے دریافت کیا کیا تم لوگ اس سے راضی ہو؟ عرض کیا ہم سب اور ہمارے سوا اور جتنے آدمی ہیں، سب اس سے راضی ہیں،
(امیر معاویہ نے فرمایا: اچھا جو تم نے درخواست پیش کی ہے اس پر ہم غور کریں گے"۔(۱۶

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے، کہ یہ وہی یزید تھا جس کی بابت خود امیر معاویہ نے کہا تھا،"میرے لیے اولاد سے متعلق آنکھوں میں
کو زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے زخم لگایا تھا، جو ان کے h ٹھنڈک نہیں ہے"، امام طبرانی نے لکھا ہے کہ جب برک بن عبداللہ جس نے امیر معاویہ
:پچھلے حصے پر لگا، اس کے بعد کا واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں

فَبَعَثَ إِلَى السَّاعدِيِّ وَكَانَ طَبِيبًا، فَنَظَرَ إِلَيهِ فَقَالَ: إِنَّ ضَرَبتكَ مَسْمُومَةٌ، فَاخْتَرْ مِنِّي إِحْدَى خَصْلَتَيْنِ: إِمَّا أَنْ أُحْمِيَ حَدِيدَةً فَأَضَعَهَا مَوْضِعَ السَّيْفِ، "
وَإِمَّا أَسْقِيكَ شَرْبَةً تَقْطَعُ مِنكَ الوَلَدَ، وَتَبْرَأُ مِنْهَا، فَإِنَّ ضَرَبتكَ مَسْمُومَةٌ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: أَمَّا النَّارُ فَلا صَبْرَ لِي عَلَيْهَا، وَأَمَّا انْقِطَاعُ الوَلَدِ فَإِنَّ فِي يَزِيدَ، وَعَبْدِ اللهِ
(وَوَلَدِهِمَا مَا تَقَرُّ بِهِ عَيْنَيَّ"۔(۱۷

نے ساعدی طبیب کی طرف آدمی بھیجا، پس اس نے آپ کو دیکھ کر کہا: اگر تو آپ پر زہر والا وار ہوا ہے ، تو میری hامیر معاویہ "
طرف سے دوکاموں میں سے ایک کرنا پڑے گا، یا تو میں لوہے کی سلاخ کو گرم کرتا ہوں اور اسے تلوار لگنے کی جگہ رکھوں گا، یا پھر میں آپ کو
ایک ایسا شربت پلاؤں گا جس کو پینے کے بعد آپ کی اولاد ہونے کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا، لیکن آپ کی یہ تکلیف ختم ہو جائے گی کیونکہ آپ کا
نے اس سے کہا: آگ تو مجھ سے برداشت نہ ہو گی، باقی رہی بات اولاد منقطع ہونے کی تو (یہ سچ ہے) hوار زہر والا ہے، تو حضرت امیر معاویہ
میرے بیٹے یزید، عبداللہ اور ان دونوں کی اولاد میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں ہے"۔

کہہ رہے ہیں کہ نہ اس سے مجھے راحت ملتی ہے اور نہ ہی اس کی اولاد سے hیہ وہی یزید ہے کہ جس کے متعلق خود حضرت امیر معاویہ
کی طرف سے عبث تھا۔h مجھے سکون ملتا ہے، پھر کوفہ والوں سے یزید کی تقرری اور خلافت سے متعلق سوال کرنا امیر معاویہ
:اکبر نجیب آبادی لکھتے ہیں

کا اپنی زندگی میں یزید کے لیے بیعت لینا ایک سخت غلطی تھی، یہ غلطی غالباً محبت پدری کے سبب سے ان سے سرزد h امیر معاویہ "
ہی کی تحریک h کی غلطی ان سے بھی بڑی ہے کیونکہ اس غلطی کا خیال اور اس پر عام ہونے کی جرأت مغیرہ بن شعبہh ہوئی ، لیکن مغیرہ بن شعبہ
نے مسلمانوں میں ایک ایسی رسم جاری ہونے کا موقع پیدا کر دیا، جس سے مشورہ جاتا hکا نتیجہ تھا۔اسی لیے حسن بصری نے فرمایا کہ مغیرہ بن شعبہ
(رہا اور باپ کے بعد بیٹا بادشاہ ہونے لگا"۔(۱۸

:کا یزید کی بیعت لینے سے انکار اور اہلِ مدینہ کا ردِّ عملhعبداللہ بن عمر

:علامہ عبدالرحمن ابن خلدون نے "تاریخ خلدون " میں اس بات کو رقم کیا ہے

عزم معاویۃ علی البیعۃ لابنہ یزید فأرسل الی عبد اللہ بن عمر مائۃ ألف درہم فقبلہا، فلما ذکر البیعۃ لیزید قال ابن عمر: ہذا أراد ان دینی عندی "
إذن لرخیص وامتنع، ثم کتب معاویۃ بعد ذلک الی مروان بن الحکم: إنی قد کبرت سنی ودق عظمی وخشیت الاختلاف علی الأمۃ بعدی، وقد رأیت ان أتخیر
لہم من یقوم بعدی، وقد کرہت ان اقطع امرا دون مشورۃ من عندک، فاعرض ذلک علیہم واعلمنی بالذی یردون علیک، فقام مروان بالناس فأخبرہم بہ،
فقال الناس: أصاب ووفق، وقد أحببنا ان یتخیر لنا فلا یألو، فکتب مروان الی معاویۃ بذلک، فأعاد الیہ الجواب یذکر یزید، فقام مروان فیہم وقال: ان أمیر
المؤمنین قد اختار لکم فلم یأل، وقد استخلف ابنہ یزید بعدہ، فقام عبد الرحمن بن أبی بکر فقال:کذبت واللہ یا مروان وکذب معاویۃ، ما الخیار أردتما لأمۃ

Vol.5 No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

محمد، ولکنکم تریدون ان تجعلوہا ہرقلیۃ کلما مات ہرقل قام ہرقل، وقام الحسین بن علیؓ فانکر ذلک، وفعل مثلہ ابن عمر وابن الزبیر، فکتب مروان بذلک إلی
(معاویۃ"۔(۱۹

کے پاس ایک ہزار hامیر معاویہ نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت لینے کا مصمم قصد کرکے کارروائی شروع کر دی، پہلے عبداللہ بن عمر"
نے اس کو قبول کر لیا، اس کے بعد ولی عہدی یزید کی بیعت کا تذکرہ کیا، حضرت عبداللہ بن hدرہم بطور نذر کے بھیجے، حضرت عبداللہ بن عمر
نے ارشاد کیا، میں اپنے دین کو دنیا کے عوض فروخت نہ کروں گا، کیا معاویہ نے ایک ہزار درہم پر میرے دین کو خریدنے کا قصد کیا ہے؟ یہ hعمر
...کہہ کر درہم واپس کر دیئے اور ولی عہدی یزید کی بیعت سے انکار کر دیا

نے مروان بن الحکم کو لکھا میری عمر زیادہ ہو گئی ہے، میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد امتِ h پھر امیر معاویہ
محمدﷺ میں اختلاف پڑ جائے گا اس وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ کسی کو اپنا ولی عہد بنالوں، لیکن بغیر مشورے اور ان لوگوں کے جو تمہارے پاس
ہیں، اس کام کو نہیں کرسکتا، تم میری طرف سے اس امر کو اہلِ مدینہ کے سامنے پیش کرو اور جو خیال وہ ظاہر کریں اس سے مجھے مطلع کرو۔مروان
کے مضمون خط سے آگاہ کیا۔لوگوں نے متفق ہو کر کہا، بہتر ہے امیر المومنین کسی کو ہمارے لیے منتخب کر hنے لوگوں کو مطلع کرکے امیر معاویہ
نے اُٹھ کر کہا، واللہ! اے مروان تو جھوٹا ہے، امیر معاویہhجائیں۔مروان نے اہل مدینہ کو اکٹھا کرکے خط کا مضمون سنا دیا، عبدالرحمن بن ابی بکر
بھی جھوٹ بولتا ہے ، تم دونوں نے امتِ محمدﷺ کے لیے کیا بہتری تلاش کی ہے، بلکہ تم خلافت کو حکومت ہرقلیہ بنانا چاہتے ہو کہ ایک ہرقل h
نے اس کلام کی تائید کی ، h، حضرت ابن زبیر h، حضرت عبداللہ بن عمرh جب مر جائے تو اس کی جگہ پر دوسرا ہرقل قائم ہو، امام حسین بن علی
جلسہ درہم برہم ہوگیا۔مروان نے کل واقعات حضرت امیر معاویہ کے پاس لکھ بھیجے"۔

:یزید کا معاملہ امام ابن تیمیہ کی نظر میں

کی طرح خلفائے راشدین میں سے نہیں سمجھتا ، حدیث میں آیا j علماء اسلام میں کوئی ایک بھی یزید بن معاویہ کو ابوبکر، عمر ، عثمان اور علی
:ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا

(خِلافَۃُ النُّبُوَّۃِ ثَلاثُوْنَ سَنَۃً، ثُمَّ یُؤْتِی اللہُ الْمُلْکَ مَنْ یَشَاءُ، أوْ مُلْکَہُ مَنْ یَشَاءُ"۔(۲۰"

خلافت تیس برس تک منہاجِ نبوت پر رہے گی، پھر سلطنت قائم ہو جائے گی"۔"

علماء اہل سنت اس حدیث کے مطابق یزید اور اس جیسے آدمی اور عباسی خلفاء کو محض فرمانروا بادشاہ اور ہی خیال کرتے ہیں، ان کا یہ خیال
بالکل درست ہے۔یہ ایک محسوس واقعہ ہے جس سے انکار غیر ممکن ہے کیونکہ یزید اپنے زمانے میں عملاً ایک بادشاہ، ایک حکمران ، ایک صاحبِ
سیف اور خود مختار فرمانروا تھا۔اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا اور شام، مصر، عراق ، خراسان وغیرہ اسلامی ممالک میں اس کا حکم نافذ ہوا۔
...قبل اس کے کہ کسی ملک پر بھی حاکم ہو۔یوم عاشوراء ۶۱ھ میں شہید ہو گئے اور یہی یزید کی سلطنت کا پہلا سال ہےh حضرت حسین
نے یزید سے اختلاف کیا اور باشندگان مکہ و حجاز نے ان کا ساتھ دیا، لیکن یہ واقعہ ہے کہ حضرت عبداللہ hبلاشبہ حضرت عبداللہ بن زبیر
نے خلافت کا دعویٰ یزید کی زندگی میں نہیں کیا بلکہ اس کے مرنے کے بعد کیا۔یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ شروع شروع میں اختلاف کرنے
یزید کے جیتے جی ہی اس کی بیعت پر رضامند ہو گئے تھے مگر چونکہ اس نے یہ شرط لگا دی تھی کہ قید ہو کر ان کے hکے باوجود عبداللہ بن زبیر
کا hحضور میں حاضر ہوں، اس لیے بیعت رہ گئی اور باہم جنگ برپا ہوئی۔پس اگرچہ یزید تمام بلاد اسلامیہ کا حکمران نہیں ہوا، اور عبداللہ بن زبیر
، h، عمرhماتحت علاقہ اس کی اطاعت سے برابر برگشتہ رہا، تاہم اس سے اس کی بادشاہت اور خلافت میں شبہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ خلفائے ثلاثہ ابوبکر

، عبدالملک بن مروان اور اس کی اولاد کے سوا کوئی بھی اموی یا عباسی خلیفہ پورے بلاد اسلامیہ کا تنہا فرمانروا h اور پھر معاویہ بن ابی سفیان hعثمان
(نہیں ہوا"۔(۲۱

:اہلِ کوفہ کی خط و کتابت

کے ساتھ خط و کتابت رکھتے اور بار بار لکھتے رہتے تھے کہ آپ کوفہ میں چلے آئیں، ہم h کے زمانے میں حسینhکوفہ والے امیر معاویہ
کوفہ والوں کی h بھی واقف تھے۔حسنh آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے، کوفہ والوں کی ان خفیہ کارروائیوں اور ریشہ دوانیوں سے امیر معاویہ
کو وصیت کی تھی کہ تم کو کوفہ والوں کے فریب میں نہیں آنا h عادت کا نہایت صحیح اندازہ رکھتے تھے۔اسی لیے انہوں نے فوت ہوتے وقت حسین
کو ضرور خروج پر آمادہ کریں گے۔اگر ایسی ضرورت پیش آئے اور تم حسین پر h یزید کو بتا گئے تھے کہ کوفہ والے حسینh چاہیے۔ادھر امیر معاویہ
کی توجہ اب کوفہ کی h کے ہاتھ میں آگئی تھی ، لہٰذا حسین hقابو پاؤ تو ان کے ساتھ رعایت کا برتاؤ کرنا۔چونکہ مکہ کی کی حکومت عبداللہ بن زبیر
کے انتقال کی خبر h کے پاس یزید کا خط پہنچا اور عام طور پر امیر معاویہh طرف زیادہ مبذول رہتی تھی۔کوفہ میں جب وہاں کے حاکم نعمان بن بشیر
کو کوفہ میں بلانے کی کوشش کر رہے تھے، بیعت میں تامل کیا اور سلیمان بن صرد کے h مشہور ہوئی، تو شیعان حسین نے جو پہلے ہی سے حسین
کو کوفہ میں بلایا جائے۔ابھی یہ خفیہ مشورے h مکان میں جمع ہوئے۔سب نے اس قرارداد پر اتفاق کیا کہ یزید کو خلیفہ تسلیم نہ کیا جائے اور حسین
کو اپنا حاکم بنا لیا hکو نہیں بلکہ عبداللہ بن زبیرh ہو ہی رہے تھے کہ انہوں نے سنا کہ حسین مدینہ سے مکہ چلے گئے ہیں مگر وہاں اہل مکہ نے حسین
کے پاس h نے عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر اب تک بیعت نہیں کی ہے۔چنانچہ انہوں نے حسینh ہے اور حسین مکے میں ہی موجود ہیں اور حسین
:ایک خط روانہ کیا کہ

ہم آپ کے اور آپ کے والد بزرگوار کے شیدائی اور بنو امیہ کے دشمن ہیں۔ہم نے آپ کے والد ماجد کی حمایت میں طلحہ اور زبیر"
سے جنگ کی۔ہم نے میدانِ صفین میں ہنگامہ کارزار گرم کیا اور شامیوں کے دانت کھٹے کر دیے۔اب ہم آپ کے ساتھ مل کر بھی جنگ کرنے (i)
کو قتل کرکے کوفہ آپ کے سپرد کر (h) کو تیار ہیں۔آپ فوراً اس خط کو دیکھتے ہی کوفہ کی طرف روانہ ہوجایئے، یہاں آیئے تاکہ ہم نعمان بن بشیر
دیں۔کوفہ و عراق میں ایک لاکھ سپاہ موجود ہیں۔وہ سب کے سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہیں۔ہم آپ کو حقدارِ خلافت یقین کرتے ہیں۔
یزید تو کسی طرح بھی آپ کے مقابلے میں خلافت کا استحقاق نہیں رکھتا۔یہ موقع ہے، دیر مطلق نہ کیجئے، ہم یزید کو قتل کرکے آپ کو تمام عالم
کے پیچھے جمعہ کی نماز پڑھنی بھی ترک کر دی (h) اسلام کا تنہا خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔ہمارے سربرآوردہ لوگوں نے یزید کے عامل یعنی نعمان بن بشیر
(ہے کیونکہ ہم امامت کا مستحق آپ کو اور آپ کے نائبین کو سمجھتے ہیں"۔(۲۲

کو خطوط i علامہ ابن خلدون نے بھی تاریخ کو رقم کرتے ہوئے اسی طرح روایت کیا ہے کہ کوفیوں کی طرف سے مسلسل حسین بن علی
:بھیجے جانے لگے، مزید تفصیل میں لکھتے ہیں

سلیمان h کے مکہ چلے جانے کا حال معلوم ہوا تو شیعانِ امیر المومنین حضرت علیiجب کوفیوں کو بیعتِ خلافت یزید اور حسین ابن علی"
بن صرد کے مکان پر جمع ہوئے اور چند لوگوں کی طرف سے جن میں سلیمان و مسیب بن محمد ورفاعہ بن شداد و حبیب بن مظاہر وغیرہ تھے۔امام
کو اس مضمون کا خط لکھا کہ آپ یہاں تشریف لائیے، ہم لوگوں نے نعمان کے ہاتھ پر یزید کی بیعت نہیں کی ، "نہ جمعہ اور عید میں i حسین بن علی
اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں"، اگر آپ آجائیں تو ہم اس کو نکال دیں گے، خط عبداللہ بن سبیع ہمدانی اور عبداللہ بن وال کی معرفت روانہ کیا گیا،
پھر دو راتوں کے بعد دوسرا خط تقریباً ڈیڑھ سو آدمیوں کی جانب سے اسی مضمون کا لکھا گیا، پھر تیسری مرتبہ بھی اسی مضمون کا خط روانہ کیا گیا۔جس

Vol.5 No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کو شبث بن ربعی، حجاز بن الجبری، یزید بن حارث، یزید بن رویم، عروہ بن قیس، عمرو بن الحاج زبیدی، محمد بن عمر التمیمی وغیرہ نے بڑے شدومد کے خیالات میں غیر معمولی تبدیلی آگئی، جواب میں لکھا جو تم لوگوں نے لکھا ہے میں اسے i سے لکھا تھا۔متواتر خطوط آنے سے امام حسین بن علی سمجھ گیا۔فی الحال میں اپنے چچا زاد بھائی اور اپنے معتمد ترین اہلِ بیت مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں، یہ تمہارے حالات دیکھ کر مجھے اطلاع دیں گے۔ پس اگر تمہارے رئوسائِ ملت نے جیسا کہ اس سے پیشتر تم نے لکھا ہے، اس پر اتفاق کیا اور اس پر جمع ہو گئے تو میں عنقریب آجاؤں گا، امام وہی (ہے جو کتاب اللہ پر عمل کرتا ہے اور عدل پر قائم ہے اور دین حق پر چلتا ہے۔والسلام"۔(۲۳

کو اپنے پاس دعوت دیتے رہے، اور ہر بار یہی قصد کرتے کہ آپ کے آتے ہی یزید کی سلطنت کا i یوں مسلسل اہلِ کوفہ حسین بن علی کو بھیجے جانے والے خطوط کا تذکرہ h خاتمہ ہو جائے گا، اور ہم متحد ہو کر آپ کی بیعت کر لیں گے۔امام ابن جریر طبری نے کوفیوں کے امام حسین :کرتے ہوئے لکھا ہے

اس خط کو عبداللہ بن سبع ہمدانی اور عبداللہ بن والد کے ہاتھ روانہ کیا اور انہیں حکم کیا کہ جلد پہنچ ادیں۔دونوں شخص بہ تعجیل روانہ " ہوئے، یہ خط رمضان کی دسویں تاریخ مکہ میں حسین کو پہنچا۔اس خط کے روانہ کرنے کے دو دن بعد اہل کوفہ نے قیس بن مسہر صیدادی اور عبدالرحمن بن عبداللہ اور ارجی اور عمارہ بن عبید سلولی کے ہاتھ قریب قریب ترین خط روانہ کیے ، ایک شخص کی طرف سے دو کی طرف سے، چار کی طرف سے، پھر دو دن کے بعد ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کے ہاتھ یہ خط روانہ کیا۔بسم اللہ الرحمن الرحیم حسین بن علی کو ان کے شیعہ مومنین و مسلمین کی طرف سے ، جلد روانہ ہوجایئے لوگ آپ کے منتظر ہیں۔سب کی رائے بس آپ ہی کے اوپر ہے، جلدی کیجئے ، جلدی کیجئے، والسلام علیک۔اور شبث بن ربعی، حجاز بن الجبری، یزید بن حارث، یزید بن رویم، عروہ بن قیس، عمرو بن الحاج زبیدی، محمد بن عمر التمیمی نے لکھا، نواحی کونسہ لہلہا رہے ہیں۔میوے پختہ ہو گئے ہیں۔آپ جب جی چاہے آیئے آپ کا لشکر یہاں تیار موجود ہے۔یہ سب پیامبر ایک ہی وقت میں حضرت کے پاس پہنچے۔آپ نے خطوں کو پڑھا ، پیامبروں سے لوگوں کا حال دریافت کیا۔ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کو جو سب :پیغامیوں کے آخر میں پہنچے تھے، آپ نے جواب لکھ کر دیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، حسین بن علی کی طرف سے جماعت مومنین و مسلمین کو، ہانی اور سعید تم لوگوں کے خط لے کر میرے پاس آئے ، تمہارے قاصدوں میں یہ دونوں شخص سب کے آخر میں وارد ہوئے، جو کچھ تم نے لکھا اور بیان کیا اور تم سب لوگوں کا یہ قول ہے کہ ہمارا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہے۔آپ آیئے! شاید اللہ آپ کے سبب سے ہم کو حق و ہدایت پر مجتمع کر دے، مجھے معلوم ہوا، میں نے اپنے بھائی ابن عم کو جن پر مجھے بھروسا ہے اور میرے اہل بیت میں ہیں، تمہارے پاس روانہ کیا ہے، میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ تم لوگوں کا حال اور سب کی رائے وہ مجھے لکھ کر بھیجیں۔اگر ان کی تحریر سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ تمہاری جماعت کے لوگ اور صاحبان فضل و عقل تم میں سے سب اس بات پر متفق الرائے ہیں جس امر کے لیے تمہارے قاصد میرے پاس آئے ہیں اور جو مضامین تمہارے خطوں میں میں نے پڑھے ہیں، تو میں بہت جلد ان شاء اللہ تمہارے پاس چلا آئوں گا، اپنی جان کی قسم رہنمائے قوم وہی شخص ہو سکتا ہے، جو قرآن پر عمل کرے، عدل کو قائم کرے ، حق کا (طرفدار بھی ذات خدا پر توکل رکھے ، والسلام"۔(۲۴

:حافظ ابن کثیر نے"البدایہ والنہایہ"میں ان خطوط کے بارے میں لکھا ہے

!کی جانب (اہلِ کوفہ کی طرف سے)تقریباً ڈیڑھ سو خطوط بھیجے گئے، ان خطوط میں یہی باتیں تھیںh حضرت حسین"

Vol.5 No.2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

اما بعد! باغات سرسبز ہو گئے اور پھل پک چکے ہیں اور پیالے چھلک رہے ہیں، آپ جب چاہیں اپنے جمع شدہ لشکر کے پاس آجائیں، آپ "

(پر سلامتی ہو"۔(۲۵

کے دل میں نرمی پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے، جنہیں اپنے نانا کی h یوں اہلِ کوفہ اپنی مکاری اور فسق و فجور کے باعث امام حسین

تربیت تھی کہ حق کا ساتھ دیں، دین اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی جان تک کا نظرانہ پیش کردیں، وہ کیوں نہ کوفیوں کے اس قول :"آپ آیئے!

شاید اللہ آپ کے سبب سے ہم کو حق و ہدایت پر مجتمع کر دے"، پر کیوں نہ یقین کرتے۔

:مسلم بن عقیل کی کوفہ روانگی

کے حکم سے مسلم بن عقیل کوفہ کی طرف روانہ ہوئے، اکبر نجیب آبادی اس واقعے h کوفیوں کی طرف سے خطوط ملنے پر حضرت حسین

:سے متعلق لکھتے ہیں

نے خطوط ملنے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو بلایا، (یہ مسلم عقیل بن طالب کے بیٹے ہیں جو امیر معاویہ کے مصاحب h امام حسین"

خاص اور مشیر بااخلاص تھے) اور فرمایا کہ تم میرے نائب بن کر کوفہ میں جاؤ ، پوشیدہ طور پر جاؤ، پوشیدہ طور پر کوفہ میں رہو اور میرے نام پر

لوگوں سے پوشیدہ طور پر بیعت لو، جو لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت کریں، ان کی تعداد اور خاص خاص کے نام خط میں لکھ کر میرے پاس روانہ کرو،

تم اپنے آپ کو پنہاں رکھنے کی بہت کوشش کرو اور ان لوگوں کو جو بیعت میں داخل ہوں، سمجھاؤ کہ جب تک میں وہاں نہ پہنچوں، ہر گز لڑائی نہ

۰۰۰کریں

کو اطلاع نہ ہو سکے، مکہ سے روانہ ہوئے، راستہ میں انہوں نے کچھ سوچا اور ایک خط i مسلم نہایت احتیاط کے ساتھ کہ عبداللہ بن زبیر

کو لکھا کہ مجھ کو اس کا انجام کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔آپ مجھ کو معاف رکھیے اور بجائے میرے کسی دوسرے شخص کو کوفہ کی طرف h حسین

نے ان کو خط لکھا کہ تم بزدلی کا اظہار نہ کرو اور تم ہی کوفہ میں جاؤ، چنانچہ مسلم بن عقیل روانہ ہوئے اور کوفہ میں پہنچ کر h بھیجیں، لیکن حسین

مختار بن عبیدہ کے مکان پر اترے، اسی وقت یہ خبر شیعان علی میں پھیل گئی، لوگ جوق در جوق آ کر بیعت ہونے شروع ہوئے، پہلے ہی دن بارہ

کے نام اپنے بخیریت پہنچنے اور لوگوں کے بیعت کرنے کاحال لکھا اور ان کو اطلاع دی کہ پہلے دن بارہ h ہزار آدمیوں نے بیعت کی۔مسلم نے حسین

ہزار آدمی بیعت میں داخل ہوئے ہیں، جن میں سلطان بن صرد، مسیب بن ناجیہ، رقاطہ بن شداد اور ہانی بن عروہ بھی شامل ہیں، آپ جب آئیں گے

کے پاس قیس و عبدالرحمن دو شخص لے کر روانہ h اور اعلانیہ بیعت لینا شروع کریں گے تو لاکھوں آدمی بیعت میں داخل ہو جائیں گے ، یہ خط حسین

اس خط کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور دونوں نامہ بروں کو فوراً واپس کر دیا اور کہلا بھجوایا کہ میں بہت جلد کوفہ پہنچتا ہوں، اب h ہوئے، حسین

کے گروہ کی کافی تعداد موجود ہے، اپنے ایک معتمد کو احنف بن مالک اور دوسرے شرفاء بصرہ کے نام h نے یہ خیال کرکے کہ بصرہ میں علیhحسین

(خطوط دے کر بصرہ کی جانب روانہ کیا، ان خطوط میں لکھا تھا کہ آپ کو میرے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہیے اور فوراً کوفہ پہنچ جانا چاہیے۔(۲۶

:مسلم بن عقیل کی عراق میں لوگوں نے بیعت کرنا شروع کر دی، اس کا تذکرہ حافظ ابن کثیر "البدایہ والنہایہ" میں کرتے ہیں

اور ان (مسلم بن عقیل)کی خبر پھیل گئی حتی کہ امیر کوفہ نعمان بن بشیر کو پہنچ گئی یہ خبر آپ کو ایک شخص نے دی، اور آپ اس "

سے پہلو تہی کرنے لگے اور اسے اہمیت نہ دی، لیکن لوگوں سے خطاب کرکے انہیں اختلاف اور فتنہ سے روکا اور انہیں مل جل کر رہنے اور سنت پر

چلنے کا حکم دیا اور فرمایا جو شخص مجھ سے جنگ نہیں کرتا میں اس سے جنگ نہیں کروں گا اور جو مجھ پر حملہ نہیں کرتا میں اس پر حملہ نہیں کروں گا،

اور نہ تہمت کی بنا پر تم کو پکڑوں گا لیکن اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر تم نے اپنے امام کو چھوڑا اور اس کی بیعت کو توڑا تو

Vol.5 No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

جب تک میری تلوار کا دستہ میرے ہاتھ میں ہے میں تم سے جنگ کروں گا۔اس کے بعد عبداللہ بن مسلم بن شعبہ حضرمی نے یزید کو خط لکھا اور اسے اس بات کی اطلاع دے دی اور عمارہ بن عقبہ اور حضرت عمرو بن سعد بن ابی وقاص نے بھی یزید کی طرف خط لکھے اور یزید نے پیغام بھیجا اور نعمان کو کوفہ سے معزول کر دیا، اور بصرہ کے ساتھ کوفہ کو بھی عبیداللہ بن زیاد کے ماتحت کر دیا اور یہ یزید بن معاویہ کے غلام سرجون کے مشورہ سے ہوا، اور یزید اس سے مشورہ لیا کرتا تھا، سرجون نے کہا، اگر حضرت معاویہ زندہ ہوتے تو وہ جو مشورہ تجھے دیتے تو اسے قبول کرتا؟ اس نے کہا ہاں، سرجون نے کہا، میری بات مان لو، عبیداللہ بن زیاد کے سوا کوئی شخص کوفہ کے قابل نہیں، اسے کوفہ کا امیر بنا دو، اور یزید، عبیداللہ بن ۰۰۰زیاد سے بغض رکھتا تھا اور وہ اسے بصرہ سے معزول کرنا چاہتا تھا، پس اس نے اسے بصرہ اور کوفہ کا امیر بنا دیا

پھر یزید نے ابن زیاد کو لکھا، جب تو کوفہ آئے تو حضرت مسلم بن عقیل کو طلب کرنا اور اگر تو ان پر قابو پائے تو انہیں قتل کردینا یا انہیں جلا وطن کر دینا، اور اس نے عہد کے ساتھ مسلم بن عمرو باہلی کے ہاتھ خط بھیجا اور ابن زیاد بصرہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا اور کوفہ (میں سیاہ عمامے کا ٹھاٹھ باندھ کر داخل ہوا "۔(۲۷

کو قتل hابن زیاد نے اہلِ کوفہ کو دھمکیاں دیں، اور اہلِ عراق نے اپنے کیے ہوئے تمام وعدے توڑ دیئے، اور حضرت مسلم بن عقیل :کرنے کے درپے ہو گئے۔مسلم بن عقیل کو گرفتار کر لیا گیا، علامہ ابن خلدون نے مسلم بن عقیل کی گرفتاری کا قصہ یوں قلمبند کیا ہے

پر رونا آتا ہے، جو تمہاری طرف jمسلم ابنِ عقیل نے فرمایا میں اپنے لیے نہیں روتا بلکہ مجھے اپنے اہل و عیال اور حسین اور آل حسین" آنے والے ہیں ، (محمد اشعث سے مخاطب ہو کر کہا، جو انہیں ابن زیاد کے پاس گرفتار کرکے لے جارہا تھا) میں دیکھتا ہوں کہ تم مجھے امان دینے سے کے پاس میری خبر بھیج دو اور میری طرف سے یہ h مجبور ہو، خیر جو کچھ ہوا اچھا ہوا، کیا تم میں ایسی قدرت ہے کہ کسی شخص کے ذریعہ سے حسین کے دوست و ہوا خواہ تھے اور حقِ دوستی کو ان کی جان h کہلا بھیجو کہ مع اپنے اہل بیت کے واپس چلے جائو، یہ اہلِ کوفہ ہیں جو تمہارے باپ علی کو خط لکھا، قاصد سے بمقام زبالہ ملاقات ہوئی۔آپ نے فرمایا جو i لے کر ادا کرنا چاہتے تھے، اقرار کر لیا، چنانچہ بعد شہادتِ مسلم کے حسین بن علی مقدر میں ہے وہ ہونے والا ضروری ہے، مکہ سے آپ کی روانگی کا یہ سبب ہوا تھا کہ مسلم نے کوفہ سے لکھا تھا: آپ ضرور تشریف لائیے، اٹھارہ (ہزار آدمی بیعت کر چکے ہیں"۔(۲۸

سے بدعہدی کرتے ہوئے، انہیں رسوا کرنے کے لیے ہر وہ کام کیا جو وہ کر سکتے تھے، اور یہ h اس کے بعد اہلِ کوفہ میں مسلم بن عقیل سب کچھ ابن زیاد کے کہنے پر ہوا، ابن زیاد یزید بن معاویہ کے ساتھ مسلسل رابطے میں تھا، اس کے بعد مسلم بن عقیل کے دردناک قتل کا منصوبہ :بنایا گیا ، جسے امام طبری نے تاریخ میں نقل کیا ہے

مسلم کو بالاخانے پر لے کے چلے وہ تکبیر و استغفار و صلوات پڑھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے خداوند ہمارا اور ان لوگوں کا انصاف " تیرے ہاتھ ہے، جنہوں نے ہمیں دھوکا دیا ہم سے جھوٹ بولے ، ہمیں ذلیل کیا، قصر کی اس جہت میں جہاں آج شتر قصاب رہتے ہیں، مسلم کو لے کر گئے وہاں ان کی گرد ن ماری، اور سر کے ساتھ جسم کو بھی نیچے پھینک دیا۔بکیر جس نے مسلم کو قتل کیا تھا کوٹھے سے اترا تو ابن زیاد نے پوچھا اسے قتل کر آیا، بکیر نے کہا ہاں! پوچھا جب تم اسے کوٹھے پر لے جا رہے تھے تو کیا کہتا جاتا تھا۔کہا "تکبیر و تسبیح و استغفار" پڑھ رہا تھا۔جب میں نے قتل کرنے کو اپنی طرف سے کھینچا تو کہا خداوند ہمارا اوران لوگوں کا انصاف تیرے ہاتھ ہے، جو ہم سے جھوٹ بولے، جنہوں نے ہمیں دھوکا دیا ہمیں چھوڑ دیا ہمیں قتل کیا، میں نے کہا میرے قریب آ، خدا کا شکر ہے کہ تجھ سے اپنا قصاص لینے کے لیے مجھے موقع دیا، یہ کہہ کر میں نے ایک

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

وار کیا اور وہ بیکار ہو گیا، تو مسلم نے مجھ سے کہا بندۂ خدا یہ چرکا جو تو نے دیا اس میں تیرے زخم کا بدلہ نہیں ہوا۔ابن زیاد کہنے لگا مرتے وقت بھی یہ فخر! بکیر نے کہا پھر میں نے دوسرے وار میں قتل کیا"۔(۲۹)

اور ایک روایت کو حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب میں یوں نقل کیا ہے:

"أن مسلم بن عقیل لما بکی قال لہ عبید اللہ بن عباس السلمی، إن من یطلب مثل ما تطلب لا یبکی إذا نزل بہ مثل الذی نزل بک، قال إنی واللہ ما لنفسی أبکی، وما لہا من القتل أرثی، وإن کنت لم أحب لہا طرفۃ عین تلفاً، ولکننی أبکی لأہلی المقبلین إلی الکوفۃ، أبکی الحسین وآل حسین، ثم أقبل علی محمد بن الأشعث فقال:

یا عبد اللہ! إنی واللہ أراک ستعجز عن أمانی، فہل عندک خیر تستطیع أن تبعث رجلاً علی لسانی یبلغ حسیناً عنی رسالۃ؟ فإنی لا أراہ إلا قد خرج إلیکم الیوم أو غداً ہو وأہل بیتہ، وإن ما تراہ من جزعی لذلک، فتقول لہ: إن ابن عقیل بعثنی إلیک وہو فی أیدی القوم أسیر لا یدری أیصبح أم یمسی حتی یقتل، وہو یقول لک:ارجع بأہلک ولا یغرنک أہل الکوفۃ فإنہم أصحاب أبیک الذی کان یتمنی فراقہم بالموت أو القتل، إن أہل الکوفۃ قد کذبوک وکذبونی ولیس لکاذب رأی"۔(۳۰)

"جب حضرت مسلم بن عقیل روئے تو عبیداللہ بن عباس سلمی نے انہیں کہا کہ جس شخص کی آپ کی مانند تلاش ہو جب اس پر اس جیسی مصیبت نازل ہو، جیسی آپ پر ہوئی ہے تو وہ رویا نہیں کرتے، آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں اپنے لیے نہیں روتا اور نہ میں قتل کی وجہ سے اپنے نفس پر رحم کرتا ہوں ، اگرچہ میں نے ہلاکت کو اس کے لیے ایک لحظہ کے لیے بھی پسند نہیں کیا لیکن میں اپنے کوفہ سے آنے والے اہل کے لیے روتا ہوں، میں حضرت حسین اور آلِ حسین کے لیے روتا ہوں، پھر آپ نے محمد بن اشعث کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"اے بندۂ خدا قسم بخدا مجھے معلوم ہے کہ تو میری خواہشات کو پورا کرنے سے عاجز ہے، کیا تو کسی شخص کو بھیجنے کی استطاعت رکھتا ہے کو میری طرف سے پیغام پہنچا دے؟ مجھے معلوم ہے کہ وہ اور ان کے اہلِ بیت آج یا کل تمہاری طرف آنے کے لیے روانہ ہو h جو حضرت حسین چکے ہیں اور اسی وجہ سے تو مجھے گھبراہٹ میں دیکھ رہا ہے، انہیں کہنا مجھے ابن عقیل نے آپ کی جانب بھیجا ہے اور وہ لوگوں کے ہاتھوں میں اسیر ہیں، انہیں معلوم نہیں وہ صبح کو قتل ہوئے ہیں یا شام کو، اور وہ آپ سے کہتے ہیں کہ اپنے اہل کے ساتھ واپس چلے جائیں اور اہل کوفہ آپ کو دھوکہ نہ دیں، بلاشبہ وہ آپ کے باپ کے وہ اصحاب ہیں جن سے وہ موت یا قتل کے ذریعے جدا ہونے کی تمنا کیا کرتے تھے ، بلاشبہ اہلِ کوفہ نے آپ کی تکذیب کی ہے اور مجھے بھی جھٹلایا ہے اور جھوٹے کی کوئی رائے نہیں ہوتی"۔

ابو مخنف نے الصقعب بن زہیر سے بحوالہ عون بن جحیفہ بیان کیا ہے :

"کَانَ مَخْرَجُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیلٍ بِالْکُوفَۃِ یَوْمَ الثُّلَاثَاءِ لِثَمَانٍ مَضَیْنَ مِنْ ذی الحجۃ، وقتل یَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ لِتِسْعٍ مَضَیْنَ مِنْ ذِی الْحِجَّۃِ، وَذَلِکَ یَوْمَ عَرَفَۃَ سَنَۃَ سِتِّینَ، وَکَانَ ذَلِکَ بَعْدَ مَخْرَجِ الْحُسَیْنِ مِنْ مَکَّۃَ قَاصِدًا أَرْضَ الْعِرَاقِ بِیَوْمٍ وَاحِدٍ"۔(۳۱)

"کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیل کی برآمدگی ۸/ذوالحجہ بروز منگل ہوئی اور ۸/ذوالحجہ بروز بدھ آپ کو قتل کر دیا گیا، اور یہ ۶۰ھ کے عرفہ کا دن تھا اور یہ واقعہ حضرت حسین h کے مکہ سے نکل کر ارض عراق کی طرف جانے کے ایک روز بعد ہوا"۔

"قال أبو مخنف: فدعا محمد بن الأشعث إیاس بن العباس الطائی من بنی مالک بن ثمامۃ، وکان شاعراً، فقال لہ: اذہب فالق حسیناً فأبلغہ ہذا الکتاب، وکتب فیہ الذی أمرہ بہ ابن عقیل، ثم أعطاہ راحلۃ وتکفل لہ بالقیام بأہلہ ودارہ، فخرج حتی لقی الحسین بزبالۃ، لأربع لیال من الکوفۃ فأخبرہ الخبر وأبلغہ الرسالۃ، فقال الحسین: کل ما حم نازل، عند اللہ نحتسب وأنفسنا وفساد أئمتنا"۔(۳۲)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ محمد بن اشعث نے بنی مالک بن ثمامہ کے ایاس بن الیاس طائی کو بلایا جو شاعر تھا اور اسے کہا جائو اور ” سے ملاقات کرو اور انہیں یہ خط پہنچا دو اور ابن عقیل نے جو ان سے کہا ہے اس نے وہ اس میں لکھا ہے، پھر اس نے اسے اونٹنی h حضرت حسین سے ملا جو کوفہ سے چار راتوں کے h دی اور اس کے اہل اور اس کے گھر کا ضامن ہوا ، پس وہ روانہ ہو گیا اور وہ زبالہ مقام پر حضرت حسین نے فرمایا جو فیصلہ ہوچکا ہے وہ نازل ہونے والا ہے، اللہ کے h فاصلہ پر ہے اور انہیں حقیقت حال سے مطلع کیا اور انہیں پیغام پہنچایا ،حضرت حسین ہاں ہمارا اور ہمارے ائمہ کی خرابی کا احتساب ہوگا“۔

مسلم بن عقیل کو شہید کرنے کے بعد ان کا سر اور ام ہانی کا سر یزید کی طرف بھیجا گیا، امام ابن جریر طبری نے اس منظر کو یوں بیان کیا ہے:

اب مسلم و ہانی کے سروں کو ابن زیاد نے ہانی بن ابی حیہ اور زبیر بن اروح کے ساتھ یزید کے پاس بھیج دیا، کاتب اس کا عمرو بن ” نافع تھا اسے حکم دیا کہ مسلم اور ہانی کا واقعہ یزید کو لکھ بھیجے، اس نے بہت ہی طولانی خط لکھا، خط میں طول دینا اسی منشی کی ایجاد ہے، ابن زیاد نے خط دیکھا تو ناپسند کیا، کہنے لگا اس تطویل و فضول سے کیا فائدہ، بس یہ لکھو!

الحمدللہ خدا نے امیر المومنین کے حق کو محفوظ رکھا، دشمن کی فکر سے اسے بچا لیا، میں امیر المومنین کو خبر دیتا ہوں کہ مسلم نے ہانی بن عروہ کے گھر میں پناہ لی تھی، میں نے ان دونوں پر جاسوس مقرر کیے، کچھ لوگ فریب سے ان کے پاس بھیجے، اور ان سے مکروکید کرکے آخر دونوں کو میں نے باہر نکالا، اور خدا کے فضل سے دونوں میرے قابو میں آگئے، میں نے دونوں کی گردن ماری، اور ان کے سر ہانی ابن ابی حیہ و زبیر بن اروح کے ساتھ آپ کے پاس بھیجتا ہوں، یہ دونوں شخص تابع فرمان و طاعت گزار و خیر خواہ ہیں، امیر المومنین جس بات کو چاہیں ان سے دریافت کریں۔ (۳۳)

یزید کا خط بنام ابن زیاد:

یزید نے جواب میں لکھا جو میں چاہتا تھا وہی تو نے کیا، تو نے عاقلانہ کام اور دلیرانہ حملہ کیا، مجھے مطمئن و بے فکر کر دیا، میں تجھے جیسا سمجھتا تھا تیری نسبت جو میری رائے تھی تو نے اپنے آپ کو ایسا ہی ثابت کیا، دونوں قاصدوں کو میں نے بلا کر ان سے کچھ پوچھا کچھ راز کی باتیں کیں، جیسا تو نے ان کے فضل و فہم کے بارہ میں لکھا ہے، ویسا ہی ان کو پایا، نیکی کے ساتھ ان سے پیش آنا چاہیے، اور مجھے خبر ملی ہے کہ حسین عراق کی طرف آرہے ہیں، نگران مقرر کر مورچے تیار رکھ، جس سے بدگمانی ہو اس کی حراست کر، جس پر تہمت بھی ہو اسے گرفتار کر لے، ہاں جو تجھ سے خود جنگ نہ کرے اسے قتل نہ کرنا، اور جو جو واقعہ پیش آئے اس کا حال مجھے لکھنا“۔(۳۴)

ان تمام حوادث کے بعد بالآخر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے عراق جانے کا مصمم ارادہ کرلیا۔

حوالہ جات:

(۱) المائدہ، ۵: ۳۲
(۲) النساء، ۴: ۹۳
(۳) [بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ ،امام ، ”الجامع الصحیح“، کتاب تفسیر القرآن، بَابُ {وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ} [النساء:۹۳
(۴) ابن کثیر، عماد الدین، ابو الفداء، امام، حافظ، ”تفسیر ابن کثیر“، مترجم: مولانا محمد خالد سیف، دارالسلام۔لاہور، ج:۲، ص:۱۶۰
(۵) بخاری، ”الجامع الصحیح“، کتاب اصحاب النبیﷺ، بَابُ مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

(۶) ترمذی،ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن ضحاک، ''الجامع ترمذی''، کتاب المناقب،بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَالْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

(۷) الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، ابو القاسم، الحافظ، امام، ''المعجم الکبیر''، مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ۔مصر، ج:۳، ص: ۱۲۶، الرقم: ۲۸۴۷

(۸) الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، ابو القاسم، الحافظ، امام، ''المعجم الکبیر''، مترجم: غلام دستگیر چشتی، پروگریسوبکس۔لاہور، ج:۱، ص: ۱۳۹، الرقم: ۱۳۱

(۹) ایضاً، ج:۱، ص: ۱۶۹، الرقم: ۱۶۶

(۱۰) الانبیاء، ۲۱: ۱۱۱

(۱۱) طبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، ''تاریخ طبری'' (امیر معاویہؓ سے شہادت حسینؓ تک)، مترجم: سید حیدر علی طباطبائی، نفیس اکیڈمی۔کراچی، ج:۴، ص: ۲۶، ۲۷

(۱۲) نجیب آبادی، اکبر شاہ خاں،''تاریخ اسلام''، دارالاندلس۔لاہور ،ج:۱، ص: ۶۴۱ تا ۶۴۳

(۱۳) ایضاً، ص: ۶۴۳

(۱۴) محمد بن جریر طبری، ''تاریخ طبری''، ج:۴، ص: ۱۶۲

(۱۵) ایضاً، ص: ۱۶۴

(۱۶) ابن خلدون، علامہ عبدالرحمن ،''تاریخ ابنِ خلدون''،مترجم: حکیم احمد حسین الٰہ آبادی، نفیس اکیڈمی۔کراچی، ج:۲ (حصہ دوم)، ص:۵۲

(۱۷) ابو القاسم طبرانی، ''المعجم الکبیر''، مترجم: غلام دستگیر چشتی، ج:۱، ص: ۱۵۹، الرقم: ۱۶۶

(۱۸) اکبر نجیب آبادی،''تاریخ اسلام''، ج:۱، ص:۶۶۹

(۱۹) ابوزید ابن خلدون، عبدالرحمن بن محمد بن محمد، ''تاریخ ابن خلدون''، العھد یزید،دارالفکر، بیروت۔لبنان، ج:۳، ص: ۲۰

(۲۰) ابوداؤد،سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر، امام ''السنن''، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء

(۲۱) صلاح الدین یوسف، حافظ، ''رسوماتِ محرم الحرام اور سانحہ کربلا''، دارالسلام۔لاہور، ص: ۶۷، ۶۸
(بحوالہ: سانحہ کربلا اور حضرت حسین و یزید (شیخ اسلام امام ابن تیمیہ کی نظر میں

(۲۲) اکبر نجیب آبادی،''تاریخ اسلام''، ج:۱، ص:۶۷۲

(۲۳) ابن خلدون، ''تاریخ ابنِ خلدون''،مترجم: حکیم احمد حسین الٰہ آبادی، ج:۲ (حصہ دوم)، ص:۵۲۱

(۲۴) محمد بن جریر طبری، ''تاریخ طبری''، ج:۴، ص: ۱۹۳

(۲۵) ابن کثیر، عماد الدین، ابو الفداء، حافظ، ''البدایہ والنہایہ''مترجم: پروفیسر کوکب شادانی، نفیس اکیڈمی۔کراچی، ج:۸، ص: ۱۹۷

(۲۶) اکبر نجیب آبادی،''تاریخ اسلام''، ج:۱، ص:۶۷۳

(۲۷) حافظ ابن کثیر، ''البدایہ والنہایہ''مترجم: پروفیسر کوکب شادانی، ج:۸، ص: ۱۹۹

(۲۸) علامہ ابن خلدون، ''تاریخ ابنِ خلدون''،ج:۲ (حصہ دوم)، ص:۵۱۹

(۲۹) محمد بن جریر طبری، ''تاریخ طبری''، ج:۴، ص: ۲۲۱

(۳۰) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابوالفداء، ''البدایۃ والنھایۃ''، دار احیاء التراث العربی۔بیروت، ج:۸، ص:۱۷۱

(۳۱) ایضاً

(۳۲) ایضاً، ص: ۱۷۲

(۳۳) محمد بن جریر طبری، ''تاریخ طبری''، ج:۴، ص: ۲۲۳

(۳۴) ایضاً